ہی کٹ جاتی ہے۔ جس کی رو سے ہر انقلاب کی تہ میں طبقاتی کش مکش کارفرما ہوتی ہے۔

تیسری خصوصیت یہ تھی کہ اسلامی انقلاب کا رخ زندگی کے کسی ایک شعبہ کی طرف نہیں تھا۔ یعنی یہ محض مذہبی، سیاسی، معاشی یا معاشرتی انقلاب نہیں تھا بلکہ انسان کی پوری زندگی اور زندگی کے ہر شعبہ میں بنیادی تبدیلی لانے کا اعلان تھا اور اس نے کیا بھی یہی۔ جب کہ دنیا کے تمام انقلابات جزوی تھے، یعنی انہوں نے صرف ایک ہی شعبہ میں تبدیلی کی یا تو سیاسی نظام بدل دیا یا معاشی، مذہبی یا ثقافتی، دنیا کی تاریخ میں کسی ایسے انقلاب کی نشان دہی نہیں کی جاسکتی جو زندگی کے تمام شعبوں میں تبدیلی لانے کے لیے کیا گیا ہو۔

اس انقلاب کی چوتھی خصوصیت یہ تھی کہ برسر اقتدار طبقے کو حکومت سے محروم کرنے کی کوشش کی گئی، نہ معاشی وسائل پر قبضہ کرنے کو نصب العین بنایا گیا، جیسا کہ دوسرے انقلابات (انقلاب فرانس اور انقلاب روس) میں ہوا اسلام کا انقلاب نہ کسی مخصوص طبقے کے حقوق کے لیے تھا نہ کسی خاص طبقے کی مخالفت میں تھا، اس لیے جب لوگوں نے لبیک کہا تو ہر طبقے کے لوگ اس میں شامل نظر آنے لگے۔ وہی لوگ جو جاہلیت کے نظام سے وابستہ تھے اب اسلام کے علم بردار بن گئے۔ حضرت حمزہؓ، عمر فاروقؓ، عمرو بن العاصؓ اور خالد بن ولیدؓ جیسے نہ جانے کتنے باصلاحیت افراد اسلام سے وابستہ ہو کر اور زیادہ چمک اٹھے۔ اس کے برخلاف جب دوسرے انقلابات آئے ہیں تو مخالفین کا صفایا کر دیا گیا۔ نہ ان کی اصلاح کی کوشش کی گئی اور نہ انہیں معاف ہی کیا گیا (جیسا کہ فرانس اور روس میں ہوا)۔

ایک اور اہم خصوصیت اسلامی انقلاب کی یہ تھی کہ اس سے وابستہ افراد کی پہلے تربیت کی گئی۔ مکہ اور مدینہ کے ماحول میں ہر طرح کے حالات اور آزمائشوں سے گزارا گیا اور جب وہ خالص سونے کی طرح نکھر گئے تب انہیں اقتدار سونپا گیا، چناں چہ جب یہ تربیت یافتہ جماعت (صحابہ) انقلابِ اسلام کی علم بردار بن کر اٹھی تو پھر دنیا کی دولت، ہیرے اور جواہرات کے ڈھیر انہیں نصب العین سے نہ ہٹا سکے اور نہ ایران وروم کے سورما، فوجوں کے سیلاب، پہاڑ، دریا اور سمندر ان کی پیش قدمی کو روک سکے اور یہ بہت ہی قلیل مدت کے اندر اس وقت کی مہذب دنیا کے حکمران بن گئے۔ محکوم اقوام نے ان کا خیر مقدم کیا اور اپنے ہم قوم فرماں رواؤں پر ترجیح دی۔ ان کا دورِ حکومت ان کے لیے نعمت ثابت ہوا، لیکن جب دوسرے لوگوں نے سیاسی اور معاشی انقلاب برپا کیا تو ابتدا ہی سے اپنا مقصد یہ بنا لیا کہ کسی نہ کسی طرح اقتدار اور وسائل پر قبضہ کر لیں۔ چناں چہ آن کی آن میں انقلابیوں نے حکومت پر قبضہ کر لیا، لیکن انقلاب کے بعد اقتدار جن لوگوں کو سونپا گیا ان کی پہلے سے تربیت نہیں کی گئی تھی۔ انہیں صرف اقتدار کی ہوس تھی وہ پوری ہو گئی اور پھر دنیا نے دیکھ لیا کہ ظالموں کا ایک طبقہ جو صاحب اقتدار تھا، ہٹ گیا لیکن اس کی جگہ ظالموں کا دوسرا طبقہ برسر اقتدار آ گیا۔ پہلے اگر جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کے نام سے ظلم ہو رہا تھا تو اب ''کسانوں اور مزدوروں'' کی طرف سے ظلم کی چکی چلنے لگی۔

☆☆☆☆

تبصرہ نگار: ع۔غ

تبصرہ کتب

تبصرے کے لیے کتاب کے دو نسخے ارسال کرنا ضروری ہے' کتابچہ نما رسالوں پر تبصرہ نہیں کیا جائے گا' ادارہ

برّصغیر میں قرآن فہمی کا تنقیدی جائزہ، مؤلف: ڈاکٹر محمد حبیب اللہ قاضی، ناشر: زمزم پبلشرز شاہ زیب سینٹر نزد مقدس مسجد، اردو بازار کراچی' صفحات:۸۳۴۔

برّصغیر میں علم تفسیر کی خدمت زمانے اور وقت کی ضرورتوں اور تقاضوں کو پیش نظر رکھ کر مختلف زبانوں اور مختلف انداز و اسلوب میں ہوتی رہی ہے۔ البتہ مسند ہند امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کے دور سے علوم قرآنی کا کام بڑی تیزی کے ساتھ عام ہوا اور قرآن مجید کے مختلف تفسیر و ترجمے کیے گئے، ان تفاسیر و تراجم میں مختلف مناہج اور انداز و اسلوب سامنے آئے، خصوصاً اردو زبان میں قران مجید کی تفاسیر کا ایک بہت بڑا ذخیرہ وجود میں آگیا۔ ان میں سے بہت سارے تفسیر لکھنے والے حضرات خاص طرز فکر رکھتے تھے اور اپنے اسی نہج پر انہوں نے تفسیریں لکھیں، جس میں انہوں نے بعض ایسی چیزوں کو بھی اختیار کیا جو جمہور اہل السنّت والجماعت کے اجماعی مسلک و مشرب سے ہٹ کر تھیں۔ انفرادی طور پر ان پر تنقید و تعمیر کا کام ہوتا رہا ہے۔ البتہ اس موضوع پر مستقل کوئی تصنیف نہیں تھی جس میں تفسیری مناہج کا تعارف، خصوصیات اور ان میں پائی جانے والی کمزوریوں اور تفردات کی نشاندہی کی گئی ہے۔ ''برّصغیر میں قرآن فہمی کے تنقیدی جائزے'' کے نام سے زیر نظر تالیف اسی موضوع پر مرتب کی گئی ہو جو جامعہ اسلامیہ دار العلوم سرحد کے فاضل جناب ڈاکٹر محمد حبیب اللہ قاضی کا پی، ایچ ڈی کا مقالہ ہے، یہ مقالہ 4 ابواب پر مشتمل ہے:

① پہلے باب میں تفسیر و تاویل کی لغوی و اصطلاحی تحقیق، تفسیر قرآن کی ابتداء و ارتقاء اور اس میں علماء کی شاندار مساعی و خدمات' قرآن مجید کے ترجمہ کے وجوہ و اسباب اور ترجمہ و تفسیر کے جواز و عدم جواز کے سلسلے میں علما کی مختلف آراء و اقوال ذکر کیے گئے ہیں۔

② باب دوم میں تفسیر کی مختلف اقسام مثلاً تفسیر بالماثور، تفسیر بالرائے، تفسیر فقہی، تفسیر صوفی اور ان اقسام میں ہر ایک کی چند مشہور و معروف تفاسیر کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ اس کی فصل ثانی میں مختلف ادوار مثلاً عہد رسالت،